دیں گے اس وقت تک آپ کا مثیل ہونا دشوار ہے۔

میں اس جگہ دوبارہ کہتا ہوں کہ اولاً رسول اللہ ﷺ کو مثیل موسیٰ کہنے اور ثانیاً حضرت مہدی کو مثیل مصطفیٰ بتلانے میں دونوں طرح پر رسول اللہ کی عظمت و بزرگی پر سخت حملہ ہوا ہے اور دونوں پہلوؤں سے سید الرسل احمد مصطفیٰ ﷺ کی قدرت و منزلت کا تنزل کیا گیا ہے۔ جس طرح پر کہ احادیث گزشتہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ بزرگ جو نام باپ کے نام خلق، خلق میں رسول اللہ ﷺ سے ملتا جلتا ہو اور کیا وہ بزرگ جو خلقت میں نبی ﷺ سے قریب تر ہو اور کیا وہ بزرگ جو خلق خلق دونوں میں جناب نبویؐ سے مشابہت رکھتا ہو اور کیا وہ بزرگ جو اخلاق و وقار و سیرت محمدیہؐ سے قریب تر ہو غرض کسی کو بھی باوجود تحقق مدارج مختلفہ مذکورہ کسی اعتبار سے بھی مثیل مصطفیٰ نہیں پکارا گیا۔ تو ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے جناب رسالت مآبؐ میں نہایت سوء ادبی کی ہے اصل وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب ان کو مثیل مسیح بننے کی ضرورت پڑی۔ تو انہوں نے چاہا کہ سنگ بنیاد دعویٰ دو ایک ایسے بزرگوں کے نام بنائے جائیں۔ جن کی عظمت و عزت ایمانی طور ہر مسلمان کے دل نشین ہو۔ پس مرزا قادیانی نے محمدؐ ﷺ کو جن کے مقام محمود و کمال تک آدم و ولد آدم کو پہنچنا نصیب نہیں ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کا مثیل بنایا اور پھر اس امر کے اظہار کے لئے کہ ایک رسول کا مثیل ایک امتی بھی ہو سکتا ہے۔ امام مہدی علیہ السلام کو نبی ﷺ کا مثیل بنایا تا کہ خود مرزا قادیانی کے دعویٰ مثیل مسیح کے لئے حجت و قوت ہو۔ مگر جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو حضرت مسیح کا روحانی طور پر مثیل بنایا ہے اور حضرت مہدی کو اپنے خیال میں مصطفیٰ ﷺ کا مثیل بتایا ہے اس طرح پر کسی عبارت اور جملہ میں یہ تحریر نہیں کیا کہ موسیٰ کے مثیل رسول اللہ ﷺ کی وجہ مماثلت کیا تھی؟ اگر مرزا قادیانی نے اپنے ذہن عالی میں ''انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا'' (مزمل ۱۵) سے مماثلت قائم کی ہے۔ تو سخت غلطی کھائی ہے یا مغالطہ دیا ہے۔

واضح ہو کہ ائمہ لغت کے نزدیک کما ارسلنا میں ''کاف'' تشبیہ نہیں۔ بلکہ

"کاف"، تعلیل ہے اور اس کی مثال انہوں نے "واذکروہ کماھدکم" پیش کی ہے۔ یعنی واذکروہ لاجل ھدایتہ پس آیت مذکورہ میں بھی اس کے معنی لاجل ارسال ہوئے۔ ک جو حرف تشبیہ ہے اور لفظ ارسلنا جو سبب تشبیہ ہے اس سے وہ وہی نتیجہ نکال سکتے ہیں جو خداوند کریم نے اس سے نکالا ہے اور فرمایا ہے کہ "فعصیٰ فرعون الرسول فاخذناہ اخذاً وبیلاً" (مزمل۔۱۶) نہ کہ اس میں اپنے قیاس کو دخل دیں اور علم معانی سے آنکھ بند کرلیں اور رسول اللہ ﷺ کو مثیل موسیٰ کا خطاب عطا فرمائیں۔ یہ بالکل واضح امر ہے۔ کہ اگر مماثلت کوئی شئے ہے تو وجہ مماثلت بھی کوئی شئے ہونی چاہئے۔ اگر محمد ﷺ اور موسیٰ کلیم اللہ میں مماثلث اتحاد وشریعت ورسالت ہے۔ تب تو بموجب آیت کریمہ

﴿"شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَاوَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ۔"﴾ (الشوریٰ۔ ۱۳)

رسول کریم ﷺ کو مثیل نوح علیہ السلام کہنا چاہئے تھا جو خدا کے پہلے رسول تھے۔ اور آیت کریمہ میں بھی نوح علیہ السلام کے بعد بلافصل رسول اللہ ﷺ کا ذکر فرمایا گیا ہے اور یہ امر کہ شریعت محمدی وہی شریعت ہے مجاہد کی تفسیر سے کہ آیت ہذا سے ظاہر ہے کہ۔" اوصیناک یا محمد وایاھم دینا واحداً" اور خداوند کریم کے اس ارشاد سے "وان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ۔" سے بخوبی واضح ولائح ہے۔

جو کچھ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو مثیل نوح علیہ السلام یا مثیل ابراہیم علیہ السلام کہنے میں بیان کیا ہے دراصل اس سے مقصود یہ ہے کہ مثیل موسیٰ کا مسئلہ ہر پہلو سے غلط ثابت کیا جائے ورنہ دراصل رسول کریم کی شان اس سے ارفع واعلیٰ ہے کہ آپ کو کسی کا مثیل بتایا جائے بات یہ ہے کہ پہلے نبی جو ہوتے رہے وہ اپنے سے پہلی شریعت میں کچھ نہ کچھ زیادہ تو کرتے رہے۔ لیکن پہلی شریعت میں سے کم کرنے یا بدل ڈالنے کا ان کو اختیار نہ ہوتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شریعت نوح علیہ السلام پر مناسک اعمال فطرت ختنہ وغیرہ کو ایزاد کیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام

شریعت ابراہیمی ﷺ پر اونٹ کو حرام کرنا۔ سبقت کو واجب کرنا۔ زنا کی سزا۔ رجم وغیرہ وغیرہ کو ایزاد کیا۔ مگر نبی ﷺ پہلے شریعتوں میں ایزاد۔ تنقیص وتبدیل تینوں امور عمل میں لاتے رہے۔ تو پھر کیونکر اتحاد شریعت میں وجہ مماثلت متحقق ہو سکتی ہے۔

مشابہت تام:

اور اگر وجہ مماثلت مشابہت تام ومتابعت شدید ہے تو رسول کریم کو مثیل ابراہیم علیہ السلام کہنا زیادہ تر موزوں ہوتا جیسا کہ قرآن شریف کے مقامات متعدد سے روشن وآشکار ہے۔

۱.......... اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا (بقرہ۔۶۸)

۲.......... واتخذوا من مقام اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى. (بقرہ۔۱۲۵)

۳..........قل صَدَقَ اللّٰه فاتبعوا ملة ابراهيم حنيفا. (آل عمران۔ ۹۵)

دیکھو! ان سب آیات سے پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ملت ابراہیمی پر مبعوث تھے اور یہود ونصاریٰ کی شرائع ومصالح کے مقابلہ میں شرائع حنیفیہ کو ترجیح دیتے رہے اور اس سے بڑھ کر وجہ مماثلت یہ ہونی چاہئے کہ آپ کا وجود مبارک دعائے ابراہیمی کا نتیجہ تھا اور اگر وجہ مماثلت خلق وخلق میں متحقق ہو تو صحیح بخاری کی حدیث میں ہے۔

﴿"ورأيت ابراهيم وانا اشبه ولده "﴾ (ابوعوانہ ج ۱ص ۱۳۰)

میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہت رکھنے والا ہوں۔

غرض ان سب وجوہات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو مثیل موسیٰ علیہ السلام کہنے میں جو غلطی کھائی ہے وہ غلطی نہیں بلکہ مغالطہ بھی ہے اور صرف آپ کی طبع معنی خیز کا نتیجہ ہے۔

اس قدر بیان مماثلت کے بعد میں پھر توضیح المرام کی جانب توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ان میں نہایت گہرے پیرایہ میں ایک خاص بات کا ذکر کیا گیا ہے جس تک عام ذہنوں کی رسائی محال